ॐ

جیون چرتر

ریشہ پیر

اور کھ... المعروف

پیر پنڈت پادشاہ رحمۃ اللہ علیہ

ہر دو جہاں مشکل آسان

مصنفہ:-

ایس-این-چراغی بی-اے-ایل-ٹی

اے-کے-وانچو-

پبلشرز:-

ٹرسٹ پبلشنگ ہاؤس

حبہ کدل شالہ یار:-

قیمت ۲ آنہ سمت ۱۹۹۵ پہلی بار ۱۰۰۰

(بر وکاز پریس سرینگر)

تمہید

کشمیر جنت بے نظیر شروع ہی سے پوتر رشیوں اور منیوں کا گھر چلا آیا ہے۔ اُن کی مقدس زندگیوں کے تواریخی حالات نے بہت حد تک اہلِ کشمیر کی زندگی پر کافی اثر ڈالا ہے۔ کشمیر میں رُوحانیت کی فضا انہی پوتر ہستیوں سے قایم ہے۔ آج کل ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہماری نئی پود رُوحانی فضا میں پلنے کا موقعہ کم پاتی ہے۔ اِس کمی کو پُورا کرنے کے لئے ہمیں بے حد ضرورت محسُوس ہوئی کہ ایک ایسا سِلسلہ قایم کیا جائے۔ جس سے کہ ہمارے نوجوان کشمیر کے رُوحانیت کے شیدائیوں کے جیون چرتر سے بہرہ اندوز ہو جایا کریں۔ چنانچہ کشمیر کے پیر پنڈت پادشاہ (المعروف ریشہ پیر) ہر دو جہاں مشکل آسان کی مختصر سی سوانحعمری ہم ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ ہمیں آشا ہے کہ اِس کا اثر نوجوانوں کے دِلوں پر رُوحانی کیف کے علاوہ دلچسپی کا باعث بھی بنے گا۔ اگرچہ پیر پنڈت پادشاہ کی سوانحعمری طبع ہو چکی ہے لیکن وُہ فارسی زبان میں ہے۔ جسے کہ عام لوگ خاص کر ہمارے نوجوان اُس سے فایدہ نہیں اُٹھا سکتے ہیں۔ اس لئے ہم نے بڑی تحقیق کے بعد یہ رسالہ اُردو زبان میں تیار کیا ہے۔ اُمید ہے۔ کہ نکتہ چین اصحاب ہماری ان کوششوں کی داد دینگے۔ اور اپنے مُفید مشوروں سے ہمیں مُستفید بھی فرمائیں گے۔

شہر سری نگر میں عالیکدل سے ذرا پیچھے دائیں کنارہ پر بٹہ یار نامی ایک محلہ ہے۔ جو بہت پرانے وقتوں سے کشمیری پنڈت تہذیب و تمدن کا مرکز چلا آیا ہے۔ آج سے قریباً ڈھائی سو سال پہلے اس محلہ میں پنڈت گوبند جو نامی ایک کشمیری پنڈت رہتا تھا۔ اس کی عمر پچاس سال کے لگ بھگ تھی۔ اور گھر میں باوجود مالدار ہونے کے تنہائی کی زندگی بسر کرتا تھا بڑھاپے کی ابتدائی منزل میں قدم رکھتے ہی اسے عالم جاوداں قریب تر نظر آنے لگا۔ اور بحیثیت ایک سناتن دھرمی ہندو ہونے کے لاولد مرنے کا خیال اسے تنگ کرنے لگا۔ دل میں گرہست دھارن کرنے کا پکا ارادہ کر لیا۔ تاکہ اس دنیا میں کوئی نہ کوئی اس کا نام لیوا اور پانی دیوا باقی رہ جائے۔ اس عمر میں ایسے ارادہ کو عملی جامہ پہنانا کشمیری پنڈتوں کی مختصر سی قوم میں کارے دارد والا معاملہ ہوتا ہے۔ بہت ساری تگ و دو کے باوجود اس کا یہ خواب بلا تعبیر ہی رہا۔ آخر پرماتما کا کرنا کیا ہوا۔ کہ ایک ناطہ جوڑنے والی عورت نے معقول محنتانہ پیشگی وصول کرنے پر اس کا ناطہ موضع گوشی تحصیل ہندواڑہ میں ایک غریب ہندو گھرانے میں ٹھہرانے میں کامیاب ہو گئی۔ عورت نے اور منہ مانگی مرادیں پائیں۔ جس گھر میں ناطہ ٹھہرایا گیا۔ اس کی مالکہ ایک بیوہ تھی۔ جو ایک خوبصورت اور خوش سیرت جوان لڑکی کو اپنے آغوش میں لیکر

سنتوش کے ساتھ رنڈاپا بسر کر رہی تھی۔ ناطہ جوڑنے والی عورت نے
گوبند جو کی عمر ۲۰ سال کی بتائی اور بہتیرے سبز باغ دکھا کر بیوہ کو اپنی
لڑکی کا رشتہ دینے پر اقرار کرایا۔ شادی کا لگن رات کو مقرر ہوا۔ تاکہ گوبند جو
کا اُدھیڑ عمر ہونا رات کی تاریکی میں چھپا رہے۔ برات بسواری کشتی روانہ
ہو کر سوپور پہونچی۔ سوپور سے کشتی روانہ ہوئی۔ دُولہا میاں جب سسرال
پہونچے تو ان کی ساس اس کی سفید داڑھی اور پوپلے مُنہ کو دیکھ کر غش کھا
کر گر پڑی۔ رشتہ داروں نے ہونی کو اٹل جانتے ہوئے پھیرے ڈلوائے
اور دُولہا میاں معہ دُلہن کے سری نگر پہونچے۔ دُلہن جو سسرال پہونچی۔
تو ساوتری کی یاد لوگوں کے دلوں میں تازہ کر دی۔ خندہ پیشانی سے
پتی برت دھرم کا پالن کرنے لگی۔ پتی دیو کو ساکھشات ایشور سمجھ کر
اس کی سیوا کرنے لگی۔

اُدھر سے بیچاری ماں اس غم سے کہ اُس نے اپنی بھولی بھالی کنیا
کی شادی ایک بُوڑھے وَر سے رچائی گلی جا رہی تھی اور ہر وقت اُداس
رہتی تھی۔ مایوسی کی حالت میں اُس نے پوترکُنڈ واقع گُشتی پر جا کر ہر روز
پُوجا شروع کی۔ اس کُنڈ کے دیوتا کی نسبت یہ مشہور تھا۔ کہ وہ خوش ہونے
پر اپنے بھگتوں کے دامن مُراد گوہر مقصود سے بھر دیتا ہے۔ بیچاری
غمزدہ ماں دھرو بھگت کی طرح بلاناغہ کُنڈ کے گرد پھیرے پاتی رہی۔

چنانچہ ایک رات اِسے خواب میں ایک مرد کامل نے یہ بشارت دیدی۔ کہ دیوی تو کسی قسم کا شوک نہ کر۔ تمہاری پتری کا ایک بالک پیدا ہوگا جو شہنشاہ ہر دو جہاں کون دہ مکان ہوگا۔ تم اپنی لڑکی کو سسرال سے منگاؤ اور میں اُسے ایک گلدستہ سونگھنے کو دونگا۔ جس کے سونگھنے سے وہ گربھ وتی آوش ہوکر رہے گی۔ ماں نے اِس خواب پر عمل کرتے ہوئے اپنی لڑکی سری نگر سے گھر بلائی اور کنڈ پہ لے جاکر اُسے ایک گلدستہ سونگھایا جو چشمہ سے خود بخود نمودار ہوا۔ سونگھنے سے ہی اہلیہ گوبند جو کا پیٹ سے ہونا جب اُس کی ماں پر آشکارا ہوا۔ تو اِس نے جغرات یعنی لڑکی کے سسرال واپس بھیجنے کی رسم کی تیاری کرنی شروع کی۔ تیاری جب مکمل ہو چکی۔ تو لڑکی کو نیا لباس پہنا کر سسرال روانہ کر دیا۔

سوپور پہونچکر کشتی میں سوار ہوکر لڑکی کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جس کے پیدا ہوتے ہی کشتی میں ایک نمایاں روشنی سی نمودار ہوئی۔ ابھی کشتی سوپور میں ہی کنارے سے لگی ہوئی تھی۔ کہ سوپور کے ایک گیانی پُرش نے یہ الفاظ کہے۔ کہ رات کے سمئے سورج کی روشنی کیسے دکھائی دی۔ دیکھنے پر دریا کی طرف سے کشتی میں ایک عجیب روشنی دکھائی دی۔ چنانچہ وہ تما اِس کشتی میں داخل ہوئے۔ اور نوزائیدہ بچہ کے درشن پانے کا خواستگار

ہوا۔ بچہ اُسے دِکھایا گیا۔ وُہ مؤدبانہ طور پر۔ اِس بچے کے سامنے سر بسجدہ ہوا اور سات اشرفیاں بطورِ نذرانہ گُزار دیں۔ درشن پاتے ہی اِس کا چہرہ نُورانی ہوا۔

چند دِنوں کے بعد کشتی سوپور سے سری نگر ہوئی۔ اور گوبند جُو کا دولتکدہ محفلِ بزم و سُرور میں مبدّل ہوا۔ بچے کے نام کرن جات کرن سنسکار ریتی پوروک ادا کئے گئے۔ اور لوگ جوق در جوق اِس بچے کے درشنوں کو آنے لگے۔ سری نگر کی سرزمین اُس وقت کئی مہاپُرشوں کی پوتر ہستیوں سے مُنوّر تھی۔ جن میں شرییان صاحب کول اور کرشنہ جو کارہ قابلِ ذکر ہیں۔ صاحب کول جی مہاراج نے ریشہ پیر کے پیدا ہوتے ہی اپنے چیلوں کو یہ چتاونی سُنائی۔ کہ اب کشمیر کا سمراج آگیا ہے ہماری اب یہاں رہنے کی ضرورت نہیں۔ ریشہ پیر کے اپنے پتا کے گھر میں پہونچنے کی ہی دیر تھی۔ کہ رعناواری سے ایک مہاپُرش برہمن بٹہ یار آیا اور گوبند جو کے مکان کا پرکرما کرنے لگا۔ اور ہر روز علے الصباح ایسا ہی کرتا رہا۔ ریشہ پیر نے پیدا ہوکر کئی روز تک ماں کا دودھ ہی نہیں پیا۔ والدین تنگ آ گئے اور ایک دِن شرییان صاحب کول کے پاس ریشہ پیر کو لے گئے۔ صاحب کول نے جونہی ریشہ پیر کے درشن کئے۔ فرمانے لگے۔ مہاراج! جب جنم لینے شرم نہیں آئی تو دودھ پینے سے کیوں شرما رہے ہیں۔ یہ شبد

سُنتے ہی ریشہ پیر دُودھ پینے لگے ۔ ریشہ پیر کے ماتا پتا بچے کو لے کر ہر روز ہاری پربت کا پرکرما کرنے جاتے تھے ۔ دیوی بھگت بچے کو بھی ساتھ لے جایا کرتے تھے ۔ بچے نے غیر معمولی عقیدت کا اظہار کیا ۔ اور دیوی کی تمام استتیاں ازبر کر لیں ۔

ایک روز یہ حسب معمول اپنے والدین کے ساتھ پرکرما دے رہا تھا ۔ کہ دیوی آنگن میں دوست جن پنڈت آتمارام و پنڈت نانہ جو ریشہ پیر کے پاس آ گئے اور اس کے پیر چومنے لگے ۔ اور کہنے لگے کہ پرماتما کا ہزار شکر ہے ۔ کہ آج کے روز ہمارا جنم سپھل ہوا ۔ جو ہم نے اپنے سابقہ جنموں کے رُوحانی گرو کے درشن اس جنم میں پا لئے ۔ اُس روز سے وہ ہر روز دوبارہ پیر پنڈت کے درشنوں کو آنے لگے ۔

پیر پنڈت کا یگنوپویت سنسکار نیم انوسار ادا کیا گیا اور سات سال کی عمر میں ان کی شادی ایک سوشیل کنیا کے ساتھ رچائی گئی شادی کے بعد پیر پنڈت کو ایک بھاری صدمہ پیش آیا اور گوبند جو راہی ملک بقا ہوئے ۔ اس کے بعد پیر پنڈت اپنا سارا وقت ہاری پربت میں دیوی کے چرنوں میں ہی گذارنے لگے ۔ ان کی والدہ نے انہیں بہتیرا سمجھایا کہ وہ دُنیاوی کاروبار کو اپنائے ۔ لیکن رُوحانیت کے سمندر میں ڈوبے ہوئے پیر پنڈت پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا ۔ ماتا کی ماری ودھواہ ماں نے یہ سمجھ کر

کہ شاید ترک وطن سے اُس کے لڑکے کا دِل دُنیاوی مشاغل کی طرف رجُوع کرے۔ اُس نے اپنے بھائی کے ساتھ انہیں گُشتی روانہ کیا۔ وہاں پر پیر پنڈت کو ایک مکان میں تالا لگا کر رکھا۔ تاکہ کسی طرح سے اِس کا ارادہ ٹل جائے۔

ایک دِن آدھی رات پنڈت آتما رام و پنڈت نانہ جو اِن کی تلاش میں گُشتی پہونچے۔ اور پیر پنڈت کی تلاش کرنے لگے۔ پیر پنڈت نے اِن کی آواز سُنتے ہی اُن کو کہا۔ کہ اندر آجاؤ۔ میں اِسی مکان میں ہوں۔ دروازہ کھولنے کی کوشش جو وہ کرنے لگے۔ تو انہیں معلوم ہوا کہ دروازہ کے باہر کسی نے تالا لگایا ہوا ہے۔ پیر پنڈت کو جب اِس کی اِطلاع دی گئی۔ تو اُس نے کہا کہ گھبراؤ نہیں۔ تالا کھُل گیا ہے۔ تُم اندر آؤ۔ تالا خود بخود کھُل گیا اور دونوں صاحبان اندر آ گئے۔ مکان سے باہر نکل کر یہ تینوں متلاشیانِ حق ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ اور گُشتی سے فرار ہونے کے مشورے کرنے لگے۔ پنڈت آتما رام اور پنڈت نانہ شاہ بھوک سے تنگ ہو رہے تھے۔ اِتنے میں ایک غیبی آدمی درخت کے پاس کچھ روٹیاں لے کر حاضر ہوا۔ اور روٹیاں پیر پنڈت کے حوالے کر کے چلا گیا۔ وہاں سے یہ تینوں پا پیادہ چلدئے۔ اور دُوسرے روز موضع پلہالن متصل پٹن پہونچے۔ وہاں پہونچ کر اُنھوں نے ایک سبزہ زار میں اپنا

ڈیرہ جمایا اور کسی کشمیری پنڈت گھرانے سے چھاچھ مانگ کر روٹیاں کھائیں اور عازم سری نگر ہوئے۔ سری نگر پہونچ کر دیوی آنگن واقع ہاری پربت میں تینوں نے اپنا ڈیرہ جمایا اور عبادت الہٰی میں محو ہونے لگے۔ پیر پنڈت کی ماں نے یہ خبر سنی اور ممتا کی ماری اپنے بیٹے کی تلاش میں دیوانی ہوکر دیوی آنگن آئی اور اپنے بیٹے کو دیوی آنگن میں جالیا بڑی منت و سماجت کرنے پر پیر پنڈت اس کے ساتھ گھر واقع بٹہ یار چلنے پر راضی ہوا۔ وہاں سے وہ ہر روز آدھی رات گئے ہاری پربت کے پرکرما کو چل دیتا تھا اور پو پھٹنے تک گھر واپس لوٹتا تھا۔ ۳۹ دن یہی حال رہا۔ چالیسویں رات کو پیر پنڈت دیوی آنگن میں چوکڑی جمائے دیوی کی اپاسنا میں مگن پڑا ہوا تھا۔ اور اُسے گیان حاصل ہوا۔ اس نے اٹھارہ بھجا دیوی کو اپنے سامنے پایا۔ اور دیوی اِسے پوچھنے لگی۔ بیٹا تیری اچھیا کیا ہے؟ میں تیری کامنا ابھی پوری کئے دیتی ہوں۔ دیوی کے درشنوں کا ابھلاشی ہکا بکا سا رہ گیا۔ اور بصد عجز و انکسار یوں عرض کرنے لگا:۔

جگت ماتا! میرا جیون آج سوپھل ہو گیا۔ جو آپ کے درشن مجھے نصیب ہوئے۔ مجھے ایک برہمن گرو کے ہاتھوں سونپ دیجئے!

جگت ماتا! تیرا گرو میں خود بنونگی۔

پیر پنڈت:- جگت ماتا۔ آپ نرآکار روُپ سے تو تمام سرشٹی کے گروُ ٹھہرے۔ مریادا پروک ساآکار روُپ میں بھی تو گروُ دھارن کرنے کی آپ کی ہی آگیا ہے۔

جگت ماتا:- اچھا جاؤ۔ جو پہلا شخص تمہیں نظر پڑیگا۔ وُہ تمہارا گروُ ہے یہ کہہ کر دیوی چلی گئی۔ اور پیر پنڈت دیوی کے درشن سے فیض یاب ہوکر گھر کی طرف لوٹا۔ ابھی چند ہی قدم جانے پایا تھا۔ کہ ایک بڑے پتھر کے اُوپر بیٹھے ہوُئے ایک مست قلندر یوگی کی طرف اس کی نظر پڑی۔ یہ صاحب پنڈت کرشنہ جوکار تھے۔ جو اُس وقت کشمیر کے باکمال مستانہ یوگی جن تھے۔ اُنہوں نے پیر کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔ پیر صاحب نے اُن کی باطن آباد اور ظاہر خراب صُورت دیکھ کر یہ خیال کیا کہ کوئی دیوانہ اپنے دھرم اور مذہب سے بیگانہ ہے۔ اس لئے پروا نہ کرکے آگے قدم رکھا۔ اور یوگی بھی آگے بڑھے۔ دوبارہ اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا پھر بھی پیر صاحب نے توجہ نہ کی۔ اور آگے چلے گئے۔ یوُگی جن پیر صاحب کی نظر سے اوجھل ہوکر اپنے یوگ بل سے اُن کے قیام گاہ پر پہنچے جہاں ان کی ماتا تھی۔ وُہ بھی اس خاکسار جہاں کی ہیبت کذائی سے خوف زدہ ہوئی اور اپنا مُنہ رضائی سے ڈھانپ لیا۔ یُوگی نے اُس سے پُوچھا۔ کہ پیر کہاں ہے؟ خوف وہراس سے بھری ہوئی ماں نے اشارہ سے

ہی یہ ظاہر کیا۔ کہ وُہ یہاں موجود نہیں ہیں۔ پاس ہی ایک حُقہ پڑا تھا اُس کے ایک دو کش لگا کر چلتے بنے۔ پیر صاحب گھر پہونچے۔ حُقہ بھر کر تمباکو پیا۔ تمباکو پینا کیا تھا۔ آپ کا دِل نُورِ معرفت سے بھر گیا۔ ماں سے دریافت کیا۔ کہ میری غیر حاضری میں کوئی یہاں تو نہیں آیا تھا؟ ماں نے دیوانہ کے آنے۔ پیر صاحب کی نسبت تفتیش کرنے اور حُقہ میں تمباکو پینے کا ماجرا مفصل بیان کیا۔ پیر سمجھ گئے۔ کہ ہونی اٹل ہے۔ ماں سے دُنیا کے تیاگنے اور ریاضت میں اپنی عُمر بسر کرنے کی اجازت چاہی۔ ماں کی ماتا کس طرح اپنے لختِ جگر سے جُدائی گوارا کر سکتی تھی۔ کافی بحث و مباحثہ اور قیل و قال کیا۔ بیٹے کے سامنے دُنیا داری اور گرہست کے فرائض بیوی کے تیاگنے اور اُس نے کسی اور بے بسی کی حالت کا نقشہ کھینچا۔ لیکن پیر صاحب اپنے ارادہ پر اٹل رہے۔ کیونکہ آپ کا دِل نُورِ حقیقت سے بھر گیا تھا۔ اور ماں کو دلایل سے سمجھایا۔ کہ یہ دُنیا اور دُنیا داری رنج و الم کا گھر ہے۔ صرف پرماتما کی ریاضت ہی اِنسان کو اِس لوک اور پرلوک کے مصائب سے چھڑا سکتی ہے۔ نیز اُس پہ یہ بھی ظاہر کیا۔ کہ مجھے اپنے گرُو نے علم استغراق سے گرہست کے تیاگنے اور پرماتما کی عبادت کرنے کی ہدایت دی ہے اور اُس ابدی سرور کا تصور دِل میں پیدا کیا ہے۔ جو تپسیا اور ریاضت سے مل جایا کرتا ہے۔ ساتھ ہی گرُو نے بھی موقعہ

پرم پرگٹ ہوئے اور ماں بیٹے کے بحث و مباحثہ کو سُن کر پیر صاحب سے مُخاطب ہو کر کہا - کہ بے شک ریاضت کا شوق افضل ہے - اور ماں کا حکُم افضل ترین - اس پر پیر پنڈت نے ماں کے حکُم کو ماننے کے لئے اپنا سر خم کیا - گورو دیو چلے گئے - اُس کے جانے کے بعد ماں سے پرارتھنا کی - کہ میں نے تمہاری آگیا مان لی -

اپنی بہو (پیر پنڈت کی دھرم پتنی سے مُراد ہے) کو آج شام کو میرے کمرے میں بے شک آنے کی اجازت دیجئے - ماں کا دِل اس کلام کو سُن کر باغ باغ ہوا - اور اُس نے پیر پنڈت کی دھرم پتنی کو نہلا دُھلایا - سولہ آبھرن سے آراستہ کیا - اور اُس کو عرُوس نو کی طرح سجا کر پیر پنڈت کی خواہش سے آگاہ کیا - اُس نے حکُم کی تعمیل کی - کمرے کے دروازے پر پہونچ کر اُس کے حیرت کی انتہا نہ رہی - جب اُس نے یہ دیکھا کہ کمرے میں آگ سی لگی ہوئی ہے - اور وہ اس آگ سے منوّر ہے - طرح طرح کے خوف ناک نظارے کمرے میں اُس کی آنکھوں کے سامنے آئے - پیر پنڈت کے جسم کے الگ الگ حصّے مختلف مقاموں پر پڑے ہوئے نظر آئے - اس بھیانک نظارہ سے اُس کا کمزور دل بیٹھ گیا - پیر پنڈت بھی اُس کی اِس حالت سے بے خبر نہ تھے - اُن کی نظر اس اثنا میں اپنی دھرم پتنی پر پڑی تھی - جس سے اُس کا نخلِ اُمید بارور ہوا - اِسی طرح

رات گزر گئی۔ لیکن وُہ رازِ نہاں گھر میں کسی پر ظاہر نہ کرسکی۔ وُہ حیرت میں غرق تھی کہ ہے پرماتمن۔ یہ کیا ماجرا ہے؟ جو مجھے رات بھر نظر آیا۔ اس حالت میں پیر پنڈت بھی اپنے کمرے سے کھڑاؤں پہن کر نیچے آئے ماں نے اُن سے استفسار کیا! کہ بیٹا! تمہارے کمرے میں آج رات بھر کون تھا؟ جواب دیا۔ کہ میری دھرم پتنی کے بغیر کوئی دُوسرا وہاں موجود نہ تھا۔ غرض اِسی طرح نَو ماہ کا عرصہ ہوا۔ کہ اُس کے بطن سے ایک گوہر شاہسوار ہوا۔ معمولی مراسم بجا لانے کے بعد اُس کا نام کرن سنسکار ہوا۔ اور رتنانند نام رکھا گیا۔ رتنانند کے پیدا ہونے کے بعد ہی وُہ ماں کی محبت سے محرُوم ہوا۔ اور وہ عالم ارواح کو سُدھاری۔ یہ نوُنہال زاچھی گام میں ایک مُسلمان کے گھر پرورش کے لئے بھیجا گیا۔ وہاں اُس نے تقریباً ۱۸ سال پرورش پائی۔

پیر پنڈت کے معجزے اور کرامات بے شمار ہیں۔ یہاں ہم قارئین کو اُن کے چند معجزے سُنا کر ریاضت کا لُطف اُٹھانے کا ذوق پیدا کرتے ہیں۔

معجزہ اول:۔ بھادوں کا مہینہ آیا۔ لوگ ہر مُکٹ گنگا میں اشنان کرنے اور اپنے پاپوں کا نوارن کرنے کی غرض سے گئے۔ پیر پنڈت کی ماں نے بھی اپنے بیٹے سے گنگا اشنان کرنے کے لئے جانے کی خواہش ظاہر کی۔ آپ نے جواب دیا۔ ماں! تُم اپنی عُمر کے بہت سے مرحلے طے کر

کر چکی ہو۔ تم میں وہاں پہونچنے کی قوت و توانائی نہیں ہے۔ میں شری گنگا جی کو تمہارے پاس یہیں پہونچا دونگا۔ اور تم گھر بیٹھے خوشی سے گنگا اشنان کر کے اپنی دلی خواہش کو پورا کر سکتی ہو۔ ماں کو شاید یقین نہ آیا پیر نپڈت اپنی روشن ضمیری سے اس بات کو تاڑ گئے۔ ماں سے کہا۔ کہ ہمارا پروہت گنگا جی کو جا رہا ہے۔ تم اس کے ذریعے کوئی ایسی چیز وہاں بھیج دو۔ جس کو وہ ساتھ لے جا کر گنگا جی میں ڈال دیگا۔ وہ نشان سیدھا اس جگہ معہ گنگا جل کے پہونچ جائے گا۔ جو تمہارے دل سے شکوک رفع کرنے کے باعث بنے گا۔ اور تم گنگا اشٹمی کے دن گنگا اشنان سے مستفید ہو سکو گی۔ ماں نے پروہت کے ہاتھ اپنا کنگن دیا۔ اور ہدایت کی۔ کہ پروہت جی۔ اس کنگن کو بلا وسوسہ گنگا جی میں پھینک دینا۔ پروہت نے گنگا جل میں پہونچ کر ایسا ہی کیا۔ جیسا کہ اسے کہا گیا تھا۔

گنگا اشٹمی کی صبح کو گنگا جی بٹہ یار کے پتن پر پہونچی۔ پیر نپڈت نے اپنی ماں سے کہا۔ کہ میری ماتا اٹھ۔ گنگا جی آگئی ہے۔ تو بھی اٹھ کر اشنان کرو اور جنہیں اپنے ساتھ لے جانا چاہتی ہو۔ اس غرض کے پورا کرنے کے لئے جاؤ۔ ماں پتن پر پہونچ گئی۔ جونہی پانی میں اتری۔ وہ کنگن جو اس نے پروہت کے ہاتھ بھیج دیا تھا۔ خود بخود اس کی کلائی

میں آگیا جس سے اُس کو پیر پنڈت کے کلام کا پُورا پُورا یقین ہوگیا۔ اِس واقعہ کے بعد ہی پیر پنڈت کی ماتا بیمار پڑ گئی اور پھر لوک سُدھاری۔ پیر پنڈت کو اپنی ماتا کی جُدائی کا از حد قلق ہُوا۔ اور وہ تکالیف و مصائب یاد آئے۔ جو اُس کی ماتا نے اُس کی پرورش میں اُٹھائے تھے۔ اِس کے عوض میں پیر پنڈت نے اُس کو اپنے چودہ برس کی ریاضت و تپسیا کا پھل ارپن کیا۔ پیر پنڈت اگرچہ اِس بات کو سمجھے تھے کہ ظاہری کریا کرم فضول ہے۔ لیکن لوگ مریادا قایم رکھنے کے لئے اُس نے اپنی ماں کا کریا کرم انجام لایا۔ دسویں دِن کو جو کہ عام کریا کرم کا دِن تھا۔ شری گرشنہ کار بھی پیر کے پاس آئے۔ جس نے اُس سے کہا۔ کہ تُم نے جو چودہ برس کی تپسیا کی تھی۔ اُس کا پھل تو ماں کے ارپن کر چکے۔ اب تُم کو مزید چودہ برس کے لئے تپسیا کرنی پڑے گی۔ چونکہ آپ اب سنسار کے بندھنوں سے رہت ہو چکے تھے۔ اِس لئے آپ نے پُوری تندہی سے تپسیا کرنے شروع کی۔ اور اکثر مہینوں فاقہ گذرتے۔ کبھی کبھی صرف ساگ پر گُزارہ کرتے اور اِس مرحلے سے بھی گُذر کر صرف پانی پہ گُزارہ کرتے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اُن کا جسم زار و نزار ہوگیا۔ پاؤں شل ہو گئے اور چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے۔ آپ کی اِس سخت ریاضت سے دیوتا بھی ششدر رہ گئے

غرض کہ مزید چودہ سال کی تپسیا کا عرصہ بھی ختم ہو گیا - اس چودہ سال کے عرصہ کے ختم ہونے پر ایک اور بار سری کرشن کار پوشاک پہنا کر ان کو تخت پر بٹھلا گئے - اور آپ شہنشاہ کے نام سے مشہور ہو گئے - اس دن سے عقیدت مند آپ کو نذرانہ دیتے رہے - جو ۱۴½ پونچھو کے برابر ہے -

ایک دن کا ذکر ہے - کہ ایک ہمارا زہ یگینو پویت شدہ آپ کی خدمت میں مقررہ نذرانہ لے کر حاضر ہوا - جس کو دیکھ کر پیر پنڈت کو اپنا بیٹا اور اس کے یگینو پویت سنسکار کا واقعہ یاد آیا - اس پر انہوں نے اپنے پیارے شش نانہ شاہ کو واچھی گام بھیجا تاکہ وہ وہاں سے رہانند کو لائے - چنانچہ نانہ شاہ رہانند کو واچھی گام سے لے آیا - یگینو پویت سنسکار کی تیاری ہونے لگی - برہمن اس سنسکار کے بجالانے سے صاف انکار کر گئے - اور کہا - کہ یہ لڑکا اٹھارہ سال مسلمانوں کے ہاں پلا ہے - اس کا یگینو پویت کیسے ہو سکتا ہے؟

معجزہ دوئم :- اس پر پیر پنڈت نے نانہ شاہ کو حکم دیا - کہ رہانند کو میرے سامنے لا کر اس کی پیٹھ پر تین دفعہ لاٹھی کے ضرب لگا دو - پہلے ضرب سے رہانند کا گوشت اس کی ہڈیوں سے جدا ہو گیا - دوسری دو ضربوں سے اس کی ہڈیاں ایک دوسرے سے جدا ہو گئیں - اس کے بعد

پیر نے حکم دیا۔ کہ یہ ہڈیاں دریا میں پھینک دو۔ اور وہاں! اُس کے لئے نئے کپڑے اور کھڑاؤں پر رکھو۔ اس کے بعد پیر پنڈت نے آواز ماری۔ رہانند نئے کپڑے اور کھڑاؤں پہن کر باپ کے سامنے نمودار ہوا۔ اس کو پرنام کیا۔ پیر پنڈت نے اُس کے ماتھے کو چوما جس سے اُس کا چہرہ نورانی بن گیا۔ پھر برہمنوں سے پوچھا کہ اَے شرمندو! کیا اب رہانند یگنیو پویت سنسکار کے یوگیہ ہے۔ وہ شرمندہ ہوئے۔ اور پھر یگنیو پویت کا سنسکار خیر و خوبی سے انجام پذیر ہوا۔ اس موقعہ پر برہمنوں میں دان تقسیم کیا گیا۔ اور غریب غربا مالا مال ہو گئے۔

شادی کی رسم کشمیری پنڈت برادری میں ایک پیچیدہ مسئلہ ہے۔ رسومات قبیح کے ہوتے ہوئے لڑکی کا بیاہنا غریبوں کے لئے ایک بلائے بے درماں سے کچھ کم نہیں۔ ایک غریب کشمیری پنڈت کو جو ایسی شکل پیش آئی۔ تو وہ اس کا حل ڈھونڈنے کے لئے پیر پنڈت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پیر پنڈت نے تمام حال جو سُنا۔ تو فرمانے لگے۔ بھائی! تمہاری مصیبت کا صرف یہی ایک حل ہو سکتا ہے۔ کہ تم اپنی لڑکی کی شادی میرے لڑکے رہانند سے رچاؤ۔ فضول لوازمات اور رسومات کی ادائیگی سے بچ جاؤ گے۔ غریب پنڈت خوشی کے مارے پھولے نہ سمایا۔ اور نہایت فخر کے ساتھ یہ رشتہ قبول کیا۔ تیاریاں مکمل ہو گئیں۔

پیر پنڈت کی برات شاہانہ انداز سے آدھمکی۔ چیلوں کی تعداد تو ۴۵۰ مقرر تھی۔ اس کے علاوہ کئی سو اور براتی تھے۔ لڑکی والوں کے اوسان ایسی لمبی چوڑی اور شاہانہ برات اور ٹھاٹھ باٹھ کو دیکھ کر خطا ہوئے۔ لگے ہچکچانے۔ پیر پنڈت لڑکی والوں کی پریشانی کو بھانپ گیا۔ لڑکی والے کو بُلا کر کہا۔ کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ تم دستر خوان بچھاؤ۔ اور مہمانوں کے سامنے ماحضر رکھتے جاؤ۔ سب کے سب مطمئن ہو جائیں گے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ تمام براتی کھا چکے۔ پھر بھی ضیافت کے کئی دیگ باقی بچے۔ یہ پیر پنڈت کی روحانی معجزوں کا ایک ادنےٰ کرشمہ ہے۔

پیر پنڈت دولہا اور دلہن کے ساتھ گھر لوٹے۔ مگر اس خیال سے کہ لڑکی والوں نے ان کی خدمت میں مقررہ نذرانہ پیش نہیں کیا۔ آپ کا دل قدرے مکدر ہو گیا۔ اس فروگذاشت کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ پیر پنڈت اپنا سنگھاسن عیدگاہ کو لے گیا۔ اس کے بعد عالیکدل میں خوفناک آگ پھیل گئی۔ اور مسمار شدہ مکانات جن کی تعداد بارہ ہزار نوے تک پہونچی ہے۔ جل کر خاکستر ہو گئے۔ پھر بھی آگ تیز ہوتی گئی۔ لوگ منت سماجت کرتے تھے۔ کہ ہم پر رحم کیجئے۔ پیر پنڈت نے جواب دیا۔ کہ چونکہ میں نے کانگڑے سے جوالا بھگوتی کو بطور مہمان یہاں بلایا ہے۔ مہمان کا ٹالنا شیوہ مردانگی نہیں۔ اس لئے میں اس کو سر دست

واپس جانے کے لئے نہیں کہہ سکتا۔ اپنے ششش بھی یہی التجا کرتے گئے۔ آخر پیرنپڈت کا دل نرم ہوا اور نانہ نفاہ کو حکم دیا کہ میری کھڑاؤں کو آگ کی طرف پھینک دو۔ تعمیل حکم کی دیر تھی۔ کہ دیو آتشین کا دل پانی کی طرح نرم ہو گیا اور آگ یک دم بجھ گئی۔ اُن مکانات میں سے جو جل کر خاکستر ہو گئے۔ جامع مسجد کی مشہور مسجد بھی تھی۔ پیرنپڈت کے استھان میں وہ نیم سوختہ کھڑاؤں کا ایک پیر اس وقت موجود ہے۔ اور یہی بطور تبرک کے وہاں ہر ایک معتقد اپنے آنکھوں سے لگاتا ہے۔ اور جو کوئی وہاں نذر دینے جاتا ہے۔ ششوں کی طرف سے جو نوید ملتا ہے وہ اسی کھڑاؤں کے ساتھ چھوکر دیا جاتا ہے۔

پیرنپڈت کے زمانہ میں کشمیر کی تجارت رونق پر تھی۔ کشمیری تاجر دُور دراز ممالک میں کالے کوسوں کی منزلیں طے کرتے تھے اور دولت سے مالا مال ہو کر سال دو سال کے بعد اپنے وطن کو مراجعت کرتے تھے ایک کشمیری تاجر سمندری سفر کر رہا تھا۔ طوفان کے اُٹھنے سے جہاز تھپیڑے کھا رہا اور قریب تھا کہ کسی سمندری چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتا۔ مسافروں نے رونے پیٹنے کے شور سے آسمان گونجا دیا۔

کشمیری مسافر کا یک خیال طوفانی تیزی کے ساتھ کشمیر کی طرف دوڑا۔ اور

پیر پنڈت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دل سے نیت کی۔ کہ اس مصیبت سے اگر خلاصی پاؤں تو بڑی عقیدت کے ساتھ پا پیادہ چل کر خود جناب پیر پنڈت کی خدمت میں حاضر ہو کر نیاز اور نذرانہ پیش کروں گا۔ نیت باندھنے کی دیر تھی۔ کہ طوفان کم ہونے لگا اور جہاز سکون فضا میں کھڑا ہو گیا۔ اور باد مراد کے تھپیڑوں کے سہارے منزل مقصود کو روانہ ہوا۔ سرینگر پہونچ کر متمول تاجر نذرانہ پیش کرنا بھول گیا۔

ایک روز حسن اتفاق سے پیر پنڈت نے اُسے سر راہ دیکھا اور بلایا۔ کہا۔ دیکھو ہمارے کندھے پر یہ نشان جہاز کے کندھا دینے سے پڑا ہے۔ اور تم ندہ بالکل بھول گئے۔ تاجر شرمندہ ہوا معذرت کا خواستگار ہوا۔ اور دوسرے روز نذرانہ پیش کر کے دل کو تسلی دی۔ اور پھر پیر سے خلاصی پائی۔ واقعی عقیدتمندوں کے بس میں بھگوان ہے۔

کشمیری عورتوں کی نسبت کہا جاتا ہے۔ کہ وہ بچہ پرست واقعہ ہوئی ہیں۔ ایک روز ایک مسلم امیر گھرانے کی ایک شادی شدہ لڑکی پیر پنڈت کے پاس آ کر اولاد کی منت ماننے لگی۔ لڑکی کے باپ کا نام ظہور الدین تھا۔ جو ایک متمول تاجر تھا۔ پیر پنڈت بھولی بھالی اور پاک طینت لڑکی کے سوال کو رد نہ کر سکے۔ فرمایا! پیاری لڑکی تمہارے ہاں اولاد ضرور ہوگی۔ بشرطیکہ تم اپنا تمام زیور دریائے جہلم میں پھینک دینے پر آمادہ

ہو جاؤ۔ خالی گود کی ستائی ہوئی ماں کیا کچھ کرنے پہ آمادہ نہیں ہو جاتی ہے۔ ایسا کیا۔ مگر ایک دُر بے بہا کو دریا بُرد نہیں کیا۔ اور اسے اپنے پاس رکھا۔ لڑکی پیٹ سے ہوئی۔ اور ایک چاند سا لڑکا پیدا ہُوا۔ مگر ایک آنکھ سے کانا تھا۔ روتی پیٹتی پیر پنڈت کے پاس حاضر ہوئی۔ اور شکایت کی کہ لڑکا ایک آنکھ سے اندھا ہے۔ پیر پنڈت فرمانے لگے۔ کہ اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔ جو کچھ کیا۔ وہ تم نے خود کیا۔ تم نے موتی کے ایک دانہ کو رکھ رکھا۔ خدا نے ایک آنکھ روک رکھی۔ تم موتی دریا بُرد کر دو۔ تمہارے لڑکے کی دونوں آنکھیں ایک جیسی روشن ہو جائیں گی۔ چنانچہ لڑکی نے ایسا ہی کیا۔ اور اُس کے لڑکے کی آنکھ بینا ہو گئی۔ پیر پنڈت تو لوگوں کی رُوحانی آنکھیں روشن کر لیتے تھے۔ بھلا جسمانی آنکھ کا منور کرنا تو کام ہی کونسا تھا۔ جو اُن کے لئے مشکل ہوتا۔

بھگتوں کی ریت دُنیا سے نیاری ہوتی ہے۔ خدا رسیدوں کے کام عقل کو حیرت میں ڈالتے ہیں۔ ایک روز تختِ رواں پہ بیٹھ کر بھوری کدل سے ان کا گذر ہوا۔ دو تین بدکرداروں کو شرارت جو سوجھی تو اُنہوں نے نذرانہ کے عوض افیون کے گولے پیش کئے۔ جو پیر پنڈت نے خندہ پیشانی سے قبول کئے۔ ایک خوش عقیدت آدمی نے

انہیں دُودھ پیش کیا۔ وُہ پیر نیڈت نے نوش فرمایا۔ رات کو تمام بہوری کدل میں آگ لگی۔ اور صرف اُس آدمی کا مکان جس نے دُودھ پیش کیا تھا۔ آگ کے دستبرد سے بچ گیا۔

ایک روز گورنر کشمیر کا ہاتھی آپے سے باہر ہوگیا۔ مستی میں بے قابو ہوگیا۔ اور لوگوں کے مکان گرانے لگا۔ تمام شہر میں بھاگڑ مچ گئی۔ پیر پنڈت اپنے چیلوں کے ساتھ سیر کو نکلے ہوئے تھے۔ تخت رواں کے کہاروں نے دُور سے ہی جو مست ہاتھی کو آتے دیکھا۔ تختِ رواں کندھوں سے اُتار کر سڑک پر دھر دیا اور خُود کھسک گئے۔ سڑک پر سوائے پیر پنڈت کی بابرکت ذات کے کوئی متنفس نظر نہیں آتا تھا ہاتھی پیر پنڈت کے پاس آیا اور ٹھہر گیا۔ پیر پنڈت نے اُس کی سُونڈ کے ساتھ کھیلنا شروع کیا۔ ہاتھی کے اوسان بحال ہوگئے۔ اور مہاوت اُسے شاہی فیل خانہ میں لے گیا۔ گورنر اس غیر معمولی واقعہ کی اطلاع پاتے ہی شاہانہ نذرانہ لے کر خُود حاضر خدمت ہوا۔ اور روحانی الطاف سے نوازا گیا۔

پیر پنڈت کے ہمعصر کشمیر میں مُلا آخُون شاہ صاحب ہو گُذرے ہیں آپ کی نسبت لوگوں نے یہ مشہور کر دیا تھا۔ کہ آپ جادُو کی طاقت کے ذریعہ لاہور کی ایک ماہ پیکر لڑکی کو ہر شام اپنے پاس لایا کرتے

تھے۔ اور صبح سویرے وُہ پھر اپنے گھر واقعہ لاہور میں موجود پائی جاتی تھی۔ اس واقعہ کی خبر لاہور کے لوگوں کو جو لگی۔ تو اس پر بہت سی چہ میگوئیاں ہوتی رہیں۔ اس کا تذکرہ شہنشاہ اورنگ زیب کی خدمت میں کیا گیا اور یہ معاملہ بڑی دلچسپی کا باعث بنا۔ لڑکی سے جو ماجرا دریافت کیا گیا تو اُس نے اپنی لاعلمی ظاہر کی۔ صرف اتنا کہا۔ کہ پہاڑوں کے اُوپر سے مجھے کسی نامعلوم مُقام پر اُڑایا جاتا ہے اُسے تاکید کی گئی۔ کہ وُہ اس مُقام کی کوئی چیز اپنے ساتھ لے آئے جہاں اُسے ہر شام اٹھا کر پہونچایا جاتا ہے۔ چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا۔ نشانی سے پتہ چلا کہ لڑکی ہر شام کشمیر پہونچائی جاتی ہے۔ گورنر کشمیر کو لکھا گیا۔ کہ وُہ اِس بات کا کھوج لگائے۔ لوگوں نے ملا آخون شاہ کا نام بتایا۔ مگر ملا صاحب کے عقیدت مندوں نے گورنر کو یہ تسلیم کرنے پر آمادہ کر دیا۔ کہ ملا صاحب اتنی دستگاہ کے مالک نہیں۔ اگر یہ کام کر سکتا ہے تو پیر پنڈت پادشاہ کر سکتا ہے۔ چنانچہ ایسی ہی اطلاع شہنشاہ اورنگ زیب کو دی گئی۔ وہاں سے فرمان آیا۔ کہ پیر پنڈت کو اچادیوں کی معیت میں دہلی بھیجدیا جائے۔ ایلچی پیر پنڈت کے پاس حاضر ہوئے اور فرمان دکھایا۔ دوسرے روز سری نگر سے روانہ ہونا ٹھیرا۔ رات کو ہی

پیر نپڈت ایک شیر پر سوار ہو کر شاہ اورنگ زیب کے خوابگاہ میں داخل ہوئے۔ شہنشاہ اورنگ زیب شیر کو دیکھ کر حواس باختہ ہوا۔ اور ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ شیر کو پہلے باہر کیجئے۔ پھر جو کچھ آپ کا حکم ہوگا۔ بجا لاؤں گا۔ پیر نپڈت نے کہا۔ کہ مجھے کیوں ناحق ایلچی بھیج کر ستاتے ہو۔ اس پر شہنشاہ معافی کا خواستگار ہوا۔ اور اپنے خون سے فرمان لکھ دیا۔ کہ پیر نپڈت کی طلبی کو منسوخ سمجھا جاوے اور آیندہ کے لئے ایسی حرکت کے ارتکاب سے اجتناب کا وعدہ کیا۔ بلکہ گورنر کشمیر کو بھی علیحدہ حکم لکھا کہ پیر نپڈت کے پاس جا کر نذرانہ پیش کرے اور ایک جاگیر بھی اُن کے نام رکھی جاوے۔ چنانچہ گورنر کشمیر پیر نپڈت کی خدمت میں حاضر ہو کر نذرانہ پیش کرتا ہے۔ اور جاگیر عگبہ اُن کے نام رکھا جاتا ہے۔

دوسرے روز ایلچی سفر کی تیاری کرنے لگے اور پیر نپڈت سے ساتھ چلنے کے ملتجی ہوئے۔ پیر نپڈت نے شاہی فرمان دکھایا اور ایلچی اپنا سا منہ لے کر واپس لوٹے۔ اس واقعہ سے پیر نپڈت کی کشف کرامات کا چرچا عام لوگوں میں ہونے لگا۔

پیر نپڈت کے زمانہ میں کشمیر میں روحانیت کی فضا پُرسکون تھی اور متلاشیانِ حق کی مجالس اکثر عیدگاہ میں منعقد ہوا کرتی تھیں۔

ایک ایسی مجلس میں اخون ملا شاہ صاحب اور پیر پنڈت شامل تھے۔ دونوں کے درمیان توحید کے مسئلہ پر بحث وتحیص چند گھنٹوں تک ہوتی رہی۔ ملا اخون شاہ نے پیر پنڈت کی زبانی جب مسئلہ توحید کی تفسیر دلپذیر سُنی۔ تو فرمانے لگے۔ کہ پھر مذہبی تفریق کا برتنا آپ کی شان شایاں نہیں۔ پیر پنڈت نے کہا۔ کہ ہم تو ایسا کبھی خیال نہیں کرتے ہیں۔ ملا اخون شاہ صاحب نے انہیں اپنے ہاں تناول ماحضر کی دعوت دی۔ جو پیر پنڈت نے خوش دلی سے قبول کی۔ مگر اس شرط پر کہ اُن کے آنے سے پہلے ضیافت کا ایک دانہ بھی پکنے نہ پائے۔ شرط تسلیم کی گئی۔ اور ضیافت کا دن آیا پیر پنڈت اپنے چیلوں کے سمیت حاضر ہوئے۔ ع

امروز شاہ شاہاں مہمان شدہ است مارا
جبریل با ملایک دربان شدہ است مارا (اخون ملہ شاہ)

دربارگاہِ وحدت کثرت چہ کار آید
ہجدہ ہزار عالم یکسان شدہ است مارا (پیر پنڈت پادشاہ)

اور دستر خوان بچھایا گیا۔ طرح طرح کے خوانچے سر پوش دھرے گئے جب تمام خوانچے لگائے گئے اور کھانا کھانے کے لئے عرض کی گئی تو پیر پنڈت نے حکم دیا۔ کہ تمام خوانچوں کے سر پوش اُٹھائے جائیں

چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ بجائے اس کے کہ میزبان اور مہمان قسم قسم کے ایوان نعمت اپنے سامنے دھرے ہوئے پائے۔ وہ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ چاولوں کے دانوں کی بجائے شالی کے پودے خوانچوں میں پڑے ہیں۔ مرغ اکڑ کر پر پھیلا رہے ہیں۔ بھیڑ معصومیت کے ساتھ آنکھیں پھیر رہے ہیں۔ ایک مرغ ایک ٹانگ سے لنگڑاتا ہوا پیر پنڈت کے پاس آیا اور اپنا دکھڑا سنانے لگا۔ پیر پنڈت نے اخون ملا شاہ کو بلایا۔ اور کہا۔ دیکھئے آپ نے ہماری شرط پوری نہیں کی ہے۔ اس مرغ کی ٹانگ کس نے ضرور چکھی ہے۔ تحقیقات کرنے پر صحیح نکلا اور کہ ملا اخون شاہ پیر پنڈت کے کمالات روحانی کا قایل ہو گیا۔ اور آیندہ ایسی حرکت کرنے سے باز آیا۔ بڑی معذرت کے بعد مہمانوں کو رخصت کیا۔

ملا اخون شاہ کی نسبت مشہور تھا۔ کہ انہیں سحر پر کافی عبور حاصل ہے۔ سحر اس زمانہ میں اچھی نظروں سے نہیں دیکھا جاتا تھا۔ اس لئے گورنر کشمیر نے ملا اخون شاہ کو گرفتار کر کے دہلی بھجوانا چاہا۔ مگر کسی کو جرأت نہ پڑی۔ کہ بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ دیدہ و دانستہ طور پر ڈالا جائے۔ اخیر گورنر کی نگاہ انتخاب پیر پنڈت پر پڑی۔ پیر پنڈت نے فرمایا۔ کہ ملا اخون شاہ آسانی سے

گرفتار ہو سکتا ہے۔

جب وقت یہ بہت انچلا سے طہارت کے بغیر باہر نکلے۔ اُسی وقت اِسے گرفتار کر دینا چاہیئے۔ پھر اس کا سحر کسی قسم کا نہیں رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اخون ملہ شاہ کو آہنی پنجرہ میں ڈال دیا گیا اور دہلی بھیجدیا گیا۔ دہلی پہونچ کر کہاروں نے آہنی پنجرہ سڑک پر رکھ دیا۔ اور شاہی دروازہ پر اطلاع دینے کے لئے چلدئے۔ اِتنے میں ایک ماشکی اخون ملہ شاہ کے پاس سے گذرا۔ بہت سے تماشائی بھی جمع ہو گئے تھے۔ اخون ملہ شاہ نے ماشکی سے سوال کیا۔ کہ وہ اُسے کچھ پانی راہِ خدا پلادے۔ ماشکی نے پانی پلایا۔ مگر اخون ملہ شاہ نے عرض کی کہ میں گرمی کے ہاتھوں سخت تنگ آیا ہوں۔ براہِ خدا ساری مشک مجھ پر انڈیل دینا۔ ماشکی کو قیدی کی حالت پر رحم آیا۔ اُس پر ساری مشک گرادی۔ مشک گرنے کی دیر تھی۔ کہ ملا اخون شاہ صاحب طہارت قایم ہونے پر اُڑ کر کشمیر پہونچے۔

ایسے واقعات مادہ پرست اصحاب کی نگاہوں میں درست شاید ہی معلوم ہوں۔ مگر رُوحانیت کی دُنیا میں ایسے واقعات تو طفلِ دبستان کی کھیل کود سے کوئی زیادہ وقعت نہیں رکھتے ہیں

پیر پنڈت کے افضل ترین چیلوں میں سے پنڈت نانک شاہ تھا۔ آپ کی والدہ کا انتقال ہوا۔ پیر پنڈت کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی۔ تو ماتم پرسی کو اسی وقت روانہ ہوئے۔ نانک شاہ روتا پیٹتا پیر پنڈت کی قدموں پر گرا۔ اور اپنی مری ہوئی ماں کو دوبارہ زندہ کرانے پر مصر ہوا۔ پیر پنڈت نے بہتیرا سمجھایا۔ کہ دُنیا فانی ہے۔ مایا چکر ہے شوک کرنا فضول ہے۔ مگر نانک شاہ نے ایک نہ مانی۔ پیر پنڈت نے پوچھا کہ تم اپنی عمر سے کوئی حصہ کٹوانے پر راضی ہو۔ نانک شاہ نے کہا۔ مہاراج میں چودہ سال کے لئے تیار ہوں۔ پیر پنڈت نے فرمایا۔ اچھا جاؤ۔ چودہ عدد ۱۴ سنگھاڑے اپنی فوت شدہ ماں کے سرہانے پر توڑ کر ان کی گری خود کھا جاؤ۔ تمہاری ماں زندہ ہو جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور نانک شاہ کی ماں اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اس واقعہ نے لوگوں کی عقیدت پیر پنڈت کے ساتھ اور بھی بڑھ گئی۔

ایک کہاوت ہے۔ کہ پیر پنڈت کے زمانے میں ایک سادھو زنانہ زدہ "ناجی رعنا واری میں رہا کرتا تھا۔ "زنانہ زدہ" نہایت اُونچے درجے کے یوگی تھے۔ وہ یوگ کا سادھن پوشیدہ طور پر کرتے تھے۔ ایک دن پیر پنڈت اُن کے درشن کے لئے چلے۔ جب زنانہ زدہ نے سُنا تو وہ سمجھے کہ پیر پنڈت کے آنے سے وہ مشہور عالم ہو جائیں گے۔ اس

لئے اُسی وقت اُنھوں نے پیر پنڈت کو آنے سے پہلے شہر تیاگ کر لیا
ایک دفعہ آپ کے چیلوں کو ترسندھیا (پرگنہ برنگ) کے تیرتھ
کرنے کا خیال ہوا۔ اور اس خیال کو پیر پنڈت پر پرگٹ کیا۔ پیر پنڈت
نے اُن کی مان لی اور ترسندھیا کا قصد کیا۔ شہر سے روانہ ہوئے
اور درگجن پہونچنے پر غنڈوں کی ایک جماعت اُن کی سدراہ ہوئی۔ اور
ڈنڈوں سے مُسلح ہوکر اُن کی جان لینی چاہی۔ پیر پنڈت نے اُن پر
نگاہ ڈالی۔ جس کا اثر غنڈوں پر یہ ہوا۔ کہ وہ ایک دوسرے پر پل پڑے
اور پیر پنڈت بمعہ اپنے چیلوں کے آگے بڑھے اور ترسندھیا تیرتھ کے
تیرتھ پر گئے۔ جہاں پر پیر پنڈت اور اُن کے چیلوں نے ترپن کیا
پھر ترسندھیا کی طرف آگے چلے۔ چونکہ ترسندھیا کے تیرتھ کا
موقع گذر گیا تھا اس لئے سارے شِشْ مایوس اور پژمردہ ہو گئے اور
پیر پنڈت سے ملتجی ہوئے۔ پیر پنڈت نے اپنی لاٹھی ایک شِشْ کے
ہاتھ میں دیکر کہا کہ چشمہ ترسندھیا پر اس لاٹھی کو دو تین دفعہ کھٹکھٹاؤ۔
چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور چشمہ آن کی آن میں پانی سے بھر پور ہو گیا۔
تمام شِشوں نے نہایا اور ترسندھیا کی تیرتھ کے پُنیہ کے بھاگی ہو گئے
لیکن پیر پنڈت نے تیرتھ پر اشنان نہ کیا۔ وجہ یہ بتائی۔ کہ اگر
ترسندھیا خود آتی۔ تو میں بھی تیرتھ سے فیض یاب ہوتا۔ چونکہ اس کو

خلاف مرضی کے لایا گیا ہے۔ اس لئے میرے لئے اس تیرتھ کا کرنا ثواب کا کارن نہ ہوگا۔ واپس آ ئے۔ تو دیکھا کہ غنڈوں کی جماعت درگجن میں اسی طرح آپس میں لڑنے میں مشغول ہیں۔ پیر پنڈت نے اُن کی طرف نگاہِ الطاف ڈالی اور وہ اس حرکت سے باز آئے۔ اور معرفت کا دروازہ اُن پر کھلا۔

ذِدہ مر میں ایک تاجر ظہور الدین نامی تھا۔ اور وہ بحری و بری کے راستہ تجارت کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ کیا واقعہ ہوا۔ کہ اُس کا ایک جہاز مال سے بھرا ہوا سمندر میں غرق ہو گیا۔ اور اُس کو جب اس بات کی خبر ملی۔ تو وُہ با چشمِ گریاں و دِل بریاں پیر پنڈت کی خدمت میں آیا اور یہ درد سے بھرا ہوا ماجرا سُنایا۔ پیر پنڈت نے جواب دیا۔ کہ جو ہونا تھا سو ہوا۔ اب کیا ہو سکتا ہے۔ ظہور الدین نے جرأت کر کے پیر پنڈت سے عرض کی۔ جب آپ میری مُراد بر نہیں لا سکتے تو آپ کس طرح "مشکل آسان" کہلائے جا سکتے ہیں۔ پیر پنڈت پر اُس کے کہنے کا اثر پڑا۔ اور فرمایا۔ کہ دریا پر جاؤ۔ جب وہ دریا پر پہونچا۔ تو دیکھتا کیا ہے۔ کہ ایک کشتی مال واسباب سے بھری ہوئی آ رہی ہے۔ جو اُس کی ملکیت ظاہر ہوئی اور اس کا مال و اسباب جو غرقِ بحر بنا ہوا تھا۔ اُس کو واپس مِلا۔ جس سے اُس کا عقیدہ مستحکم ہوا۔ اور پیر پنڈت پادشاہ کو نذر و نیاز پیش کیا۔ جو آپ نے ان کی منت وسماجت کرنے

پر سویکار کرنا پڑا۔ اب وُہ دِن آگیا کہ اِس پیر پنڈت ہردُو جہاں مشکل آسان کو اِس اسار سمسار سے کُوچ کرنا پڑا۔ آپ کے ششّں از حد پریشان ہُوئے اور چہروں پر مُردنی چھاگئی۔ پیر پنڈت نے انہیں سمجھایا۔ کہ پیدائش کے ساتھ موت بھی ضرُور ہے۔ اِس فانی دُنیا میں نہ کوئی رہا ہے۔ اور نہ کوئی رہے گا۔ فقط نام نکوئی باقی رہے گا۔ اِس لئے رنج کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ اور اپنے ششوں کے دِلوں کو ایسی ایسی باتوں سے تسلی دی۔ کہ وہ خاموش ہوگئے۔ لیکن پھر بھی اُن سے عرض کئے بغیر نہ رہا گیا کہ آپ نے اِس دُنیا میں مذہب و مِلّت کی تفریق کو اپنے آگے راہ نہ دی آپ کے سُورگ میں نواس کے بعد ہندوؤں اور مسلمانوں میں یہ تنازعہ بپا ہوگا۔ کہ لاش کا کیا کیا جائے ہندو جلانے پہ اور مُسلمان دفن کرنے پر مُصر ہونگے پیر پنڈت نے جواب دیا۔ کہ لاش کو اگنی دیوتا کے بھینٹ کیا جائے اور نانہ شاہ سے ارشاد کیا کہ چند کوڑیاں زینہ کدل پر سے دریا میں پھینک دو اور بلند آواز سے پکارو۔ کہ گئی گئی"۔ لوگ اِس آواز کو سُن کر دوڑ پڑے۔ اور ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ کہ گئی گئی" لیکن کسی شخص نے یہ نہیں پُوچھا کہ کیا گئی۔ اتنی دیر میں پیر پنڈت پادشاہ کی رُوح ویشاکھ کرشنہ پکش سرشٹی جنم دِن پر ۱۷۵۴ب کو قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔ چونکہ لوگ زینہ کدل کی طرف بھاگے جارہے تھے ششوں نے موقع غنیمت سمجھ کر پیر پنڈت پادشاہ کی آرتھی تھا دیدی

سچائی اور ویدی پورُوک بٹہ یار گھاٹ پر واہ سنسکار کیا۔ جس جگہ پر کہ موجودہ مندر کھڑا ہے۔ مرتے دم "اوم" "اوم" کے پوتر شبد آپ کی زبان پر تھے۔ اور اس وقت آپ کی عمر ۶۰ سال تھی۔ آپ کی نسبت یہ شعر صادق آتا ہے:۔ ع

چناں با نیک و بد عرفی بسر کن کز پس مردن
مسلمانت بہ زمزم شوید و هندو بسوزاند

پیر پنڈت پادشاہ کے سُرگباش ہونے پر آپ کے پُتر رامانند سے یہ صدمہ برداشت نہ ہوا۔ اس لئے گرہست کو تیاگ کر اُنہوں نے سنیاس دھارن کیا۔ رامانند کے دو لڑکے تھے۔ ایک کا نام لالہ پنڈت اور دُوسرے کا نام کاشی پنڈت تھا۔ لالہ پنڈت نے گرہست دھارن کیا۔ لیکن کاشی پنڈت نے گرہست چھوڑ کر تیرتھ یاترا کرنے کو بھارت ورش میں پھرتے رہے۔ اور وُہیں پر سُرگباش ہُوئے ::



شکریہ :۔ ہم اُن تمام اصحاب کا جنہوں نے ہمیں اس رسالہ کے مرتب کرنے اور عقیدت مند پبلک کے پیش کرنے میں مدد دی ہے۔ شکریہ ادا کرنا اپنا خوشگوار فرض خیال کرتے ہیں۔ جن اصحاب نے ہمیں خاص مدد دی ہے۔ اُن کے اسماء گرامی یہ ہیں:۔ (۱) پنڈت جیالال صاحب ناظر (۲) پنڈت مستہ کول صاحب (۳) پنڈت سروانند صاحب مُنشی (۴) پنڈت دینا ناتھ صاحب منشی

25-12-56

کٹس

مسٹر لال کاشی نژو

کاٹس